فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

دَارُالافتاء جَامِعَہ نعیمیہ

لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا والیم صرف حاضرین مجلس تک محدود ہونا چاہیے!

سوال: ہمارے گاؤں میں سال کے 11 مہینے امام مسجد لاؤڈ اسپیکر پر مختلف علماء کی تقاریر کی ریکارڈنگ لگادیتے ہیں، جس سے تمام لوگ پریشان ہوتے ہیں، کیا یہ عمل شرعاً درست ہے؟، (محمد یونس)۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب

لاؤڈ اسپیکر یا آلۂ مکبّر الصوت آواز کو بڑا کر کے پیش کرنے کے لیے ایجاد کیا گیا ہے، اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی مقرر یا امام وخطیب یا قاری یا حمد ونعت پڑھنے والے کی آواز تعداد زیادہ ہونے کے سبب اُن سب حاضرین وسامعین تک نہ پہنچ سکے جو نماز میں شامل ہیں یا خطاب اور حمد ونعت کو سننے کے لیے جمع ہیں، تو یہ آلہ استعمال کیا جائے تاکہ ابلاغ اور اِسماع (سنانے) کا مقصد پورا ہو سکے، الغرض یہ آلہ تب استعمال کیا جاتا ہے، جب اس کی ضرورت ہو۔ اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ جو لوگ نماز میں شامل نہیں ہیں یا قصد وارادے سے خطاب، تلاوت یا حمد ونعت کو سننے کے لیے جمع نہیں ہیں یا آرام کر رہے ہیں یا اپنے کام کاج میں مشغول ہیں یا دنیاداری کی باتوں میں لگے ہوئے ہیں، انھیں سننے پر مجبور کیا جائے۔ اس کا اثر منفی مرتب ہوتا ہے، خاص طور پر مساجد کے قریب جو مکانات ہوتے ہیں، ان کے رہنے والے شکایت کرتے ہیں یا ناگواری محسوس کرتے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ نیند میں خلل واقع ہو رہا ہے یا کوئی طالبِ علم اپنے مطالعہ میں مصروف ہے یا کوئی شخص تلاوتِ قرآن اور تسبیحات ودرود یا اپنے وظائف میں مشغول ہے یا بیمار ہے، تو اُسے پریشان نہ کیا جائے۔

لہٰذا مساجد اور امام بارگاہوں میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز اُن لوگوں تک محدود رہنی چاہیے جو اس مقصد کے لیے وہاں جمع ہیں، اگر دوسرے لوگوں کو سننے پر مجبور کیا جائے یا ان کے کام اور آرام میں خلل واقع ہو رہا ہو اور وہ ناگواری محسوس کر رہے ہوں یا وہ قرآن کی تلاوت توجہ سے سننے کے بجائے اپنی گپ شپ میں لگے ہوں تو قرآن کی اس بے حرمتی کا سبب وہ بنیں گے جو لاؤڈ اسپیکر کی آواز بلند کر کے ان کو سننے پر مجبور کر رہے ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

DARUL ULOOM JAMIA NAEEMIA
Block-15, Federal, 'B' Area, Karachi-Pakistan.
Ph: 92-21-36314508
muftinaeemia@yahoo.com
دارالعلوم جامعہ نعیمیہ
بلاک نمبر 15 فیڈرل 'بی' ایریا، کراچی

اگر کوئی یہ کہے: ''ہم تو نیک کام کر رہے ہیں، دین کا پیغام یا قرآن کی تلاوت لوگوں تک پہنچا رہے ہیں''، تو امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ثالث مقرر کرنے کا فیصلہ ہوا تو خوارج نے یہ کہہ کر مخالفت کی اور تکفیر شروع کردی کہ اللہ کا فرمان ہے:

''إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ''، ترجمہ: ''حکم تو صرف اللہ کا چلے گا، (الانعام:57)''، لہٰذا آپ لوگوں نے بندوں کو حَکَم مان کر العیاذ باللہ! کفر کیا۔ ایسے لوگوں کی بابت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ''، ترجمہ: ''(قرآن کا) یہ کلمہ حق ہے، لیکن اس سے باطل معنی مراد لیا جارہا ہے، (صحیح مسلم:1066)''۔ الغرض اس طرح کی باطل توجیہات پیش کرکے محلے یا گاؤں میں اونچی آواز سے لاؤڈ اسپیکر چلانے کا جواز پیش نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح بعض لوگ یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ عام لوگوں کی منشا کے خلاف دوکانوں پر یا گاڑیوں میں اونچی آواز سے گانوں کی ریکارڈنگ بھی تو چل رہی ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کی غلطی کو اپنی غلطی کے لیے جواز کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(۱) ''فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ''، ترجمہ: ''تمہیں (حدودِ شرع میں رہتے ہوئے) آسانی فراہم کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، دشواری میں مبتلا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، (صحیح البخاری:220)''۔

(۲) ''يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا''، ترجمہ: ''(حدودِ شرع میں رہتے ہوئے) آسانیاں پیدا کرو، دشواریاں پیدا نہ کرو اور (لوگوں کو) بشارت دو اور انھیں (دین سے) متنفر نہ کرو، (صحیح البخاری:69)''۔

جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہیں اور تلاوت کی طرف متوجہ نہیں ہیں، اگر وہاں کوئی شخص بلند آواز سے تلاوت کرتا ہے، تو وہ تلاوت کرنے والا خود ہی گناہ گار ہوگا، علامہ ابن عابدین شامی ''يَجِبُ الْاِسْتِمَاعُ لِلْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

''(قَوْلُهٗ :يَجِبُ الْاِسْتِمَاعُ لِلْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا) :أَيْ فِي الصَّلَاةِ وَخَارِجَهَا، لِاَنَّ الْاٰيَةَ وَإِنْ كَانَتْ وَارِدَةً فِي الصَّلَاةِ عَلٰى مَا مَرَّ، فَالْعِبْرَةُ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوْصِ السَّبَبِ، ثُمَّ هٰذَا حَيْثُ لَا عُذْرَ، وَلِذَا قَالَ فِي ''الْقُنْيَةِ'': صَبِيٌّ يَقْرَأُ فِي الْبَيْتِ وَأَهْلُهٗ مَشْغُوْلُوْنَ بِالْعَمَلِ يُعْذَرُوْنَ فِي تَرْكِ الْاِسْتِمَاعِ إِنِ افْتَتَحُوا الْعَمَلَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَإِلَّا فَلَا، وَكَذَا قِرَاءَةُ الْفِقْهِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ، وَفِي ''الْفَتْحِ'' عَنِ الْخُلَاصَةِ: رَجُلٌ يَكْتُبُ الْفِقْهَ وَبِجَنْبِهٖ رَجُلٌ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَلَا يُمْكِنُهٗ اسْتِمَاعُ الْقُرْاٰنِ فَالْإِثْمُ عَلَى الْقَارِيِ وَعَلٰى هٰذَا لَوْ قَرَأَ عَلَى السَّطْحِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ يَأْثَمُ ، أَيْ لِاَنَّهٗ يَكُوْنُ سَبَبًا لِإِعْرَاضِهِمْ عَنِ اسْتِمَاعِهٖ أَوْ لِاَنَّهٗ يُؤْذِيْهِمْ بِإِيْقَاظِهِمْ ،تَأَمَّلْ''۔

ترجمہ: ''(قرآن مجید کا سننا مطلقاً واجب ہے) یعنی نماز اور خارجِ نماز دونوں حالت میں (قرآن سننا واجب ہے)، کیونکہ آیت (الاعراف:204) اگرچہ نماز کے متعلق وارد ہوئی ہے، جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہوا ہے، لیکن اعتبار خصوصیت سبب کا نہیں، عمومِ الفاظ کا ہوتا ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے جب کوئی عذر نہ ہو جیسا کہ ''قنیہ'' میں مذکور ہے: ''گھر

(جاری ہے۔۔۔)

میں بچہ قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور گھر والے کام کاج میں مصروف ہوں تو وہ نہ سننے میں معذور ہیں، بشرطیکہ انہوں نے اُس کے پڑھنے سے پہلے کام شروع کیا ہو، ورنہ وہ معذور نہیں ہوں گے اور اسی طرح فقہ (کی کتاب) پڑھنے والے کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کا حکم ہے'' اور ''فتح القدیر'' میں ''خلاصۃ الفتاویٰ'' کے حوالے سے منقول ہے: ''ایک شخص فقہی مسائل لکھ رہا ہے اور اس کے پاس کوئی شخص (بلند آواز سے) قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے لیے (اپنی علمی مصروفیت کی وجہ سے) توجہ کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کا سننا عملاً دشوار ہے، تو اس کا گناہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے پر ہوگا۔ اسی طرح لوگ سوئے ہوئے ہیں اور ایک شخص چھت پر بیٹھ کر (بلند آواز سے) تلاوت کرتا ہے، تو (لوگوں کے نہ سننے کا) گناہ تلاوت کرنے والے پر ہوگا، کیونکہ لوگوں کے تلاوت قرآن کی طرف متوجہ نہ ہونے کا سبب وہی شخص بن رہا ہے یا اس لیے کہ وہ انہیں جگا کر اذیت دے رہا ہے''، اس مسئلے میں غور کرنے کی ضرورت ہے''۔۔۔ پھر آگے چل کر ''غُنیۃ الْمُسْتَمْلِی'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْقَارِئِ احْتِرَامُهُ بِأَنْ لَّا يَقْرَأَهُ فِي الْأَسْوَاقِ وَمَوَاضِعَ الْاِشْتِغَالِ، فَإِذَا قَرَأَهُ فِيهَا كَانَ هُوَ الْمُضَيِّعُ لِحُرْمَتِهِ، فَيَكُونُ الْإِثْمُ عَلَيْهِ دُونَ أَهْلِ الْاِشْتِغَالِ دَفْعًا لِلْحَرَجِ''۔

ترجمہ: ''قرآن کریم پڑھنے والے پر اس کا احترام واجب ہے، اس طور پر کہ وہ بازاروں میں (بلند آواز سے) قرآن مجید نہ پڑھے اور ان مقامات پر بھی قرآن کریم نہ پڑھے جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہیں، کیونکہ جب کوئی شخص ان مقامات پر (بلند آواز سے) قرآن کی تلاوت کرے گا، تو وہی قرآن مجید کے احترام کو ضائع کرنے والا ہوگا اور گناہ اسی پر ہوگا نہ کہ اپنے کام کاج میں مصروف لوگوں پر، (عام لوگوں) سے حرج کو دور کرنے کے لیے (مسئلے کی بہترین توجیہ) یہی ہے''۔

(رَدُّالْمُحْتَارِ عَلَى الدُّرِّالْمُخْتَارِ، ج:2، ص:237، 238، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا گاؤں کے امام مسجد کا طرزِ عمل شریعت کی رو سے ہرگز درست نہیں ہے، اُنھیں چاہیے کہ مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز کی بلندی کا حُجم (Volume) اتنا ہی رکھیں، جو مسجد میں شریک نمازی یا شریکِ محفل حاضرین کے لیے کافی ہو اور بس۔

15 مئی 2022

مفتی منیب الرحمٰن

رئیس دارالافتاء

دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، کراچی

دارالافتاء